فتوی نمبر: 17

صفاتِ باری تعالیٰ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کے مطابق تاویل کرنا، بدعت نہیں ہے

سوال: 17 صفاتِ باری تعالیٰ میں تاویل کرنا بدعت ہے، آپ کا مؤقف کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی جتنی بھی صحیح احادیث، اللہ تعالیٰ کی صفات کے باب میں وارد ہوئی ہیں ان سب کی تاویل کرنا بدعت نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر متاخرین علمائے اہل السنۃ رحمۃ اللہ علیہم کے دور تک آیات اور احادیث کی تاویلات ہوتی رہی ہیں۔ یہ تاویلات بیان کی جاتی اور کتابوں میں لکھی جاتی رہیں اور اہل حق میں سے کسی نے بھی کتاب وسنت کی ان آیات واحادیث کی تاویل کرنے پر نہ کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ ہی اسے بدعت قرار دیا ہے۔

اگر تاویل کرنا بدعت ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم یہ بدعت اختیار نہ کرتے اور پھر جو افعال انہوں نے کیے ہیں اسے بدعت کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

ہاں البتہ یہ فرق ہے کہ متقدمین اجمالاً تاویل کیا کرتے تھے اور متاخرین نے تاویلات میں تفصیل کو اختیار کیا۔ ذیل میں کچھ حوالے دیئے جارہے ہیں انہیں پڑھ کر آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ صفاتِ باری تعالیٰ میں تاویل بدعت ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ بدعت

فتوی نمبر: 17

ہے تو کیا یہ سب حضرات رحمۃ اللہ علیہم بدعتی تھے؟ اور اگر یہ بدعتی تھے تو پھر اصل دین کیا ہے؟

① حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تاویل:

اللہ تعالیٰ نے پ:۲۹، سورۃ القلم، آیت:۴۲ میں فرمایا ہے:

﴿يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَن سَاقٍ﴾

جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی۔

مختلف احادیث میں اس کی شرح یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھول دے گا تو یہاں پر پنڈلی کھولنے سے کیا مراد ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تاویل کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

وأما الساق فجاء عن ابن عباس في قوله تعالى: ﴿يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَن سَاقٍ﴾ قال عن شدة من الأمر، والعرب تقول: قامت الحرب على ساق إذا اشتدت، ومنه:

قد سن أصحابك ضرب الأعناق　وقامت الحرب بنا على ساق.[1]

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پنڈلی کھولنے کی تاویل یہ فرمائی ہے کہ پنڈلی کھولنے سے مراد یہ ہے کہ قیامت میں حساب وکتاب کا معاملہ نہایت

(1) فتح الباري، كتاب التوحيد، باب: قول الله عزوجل: ﴿وُجُوهٌ يَوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝٢٢ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝٢٣﴾، ج: 13، ص: 428

www.seerat.net

فتوی نمبر: 17

شدید ہو گا۔ کیونکہ عربوں کے محاورے کے مطابق جب جنگ کی شدت عروج پر پہنچ جائے تو وہ کہتے ہیں: جنگ نے اپنی پنڈلی کھول دی اور شعر میں اس پنڈلی کھولنے کو یوں استعمال کیا گیاہے۔ تمہارے دوستوں نے دشمنوں کی گردنیں مارنے کا طریقہ اختیار کیا ہے اور جنگ نے اپنی پنڈلیاں کھول دی ہیں، (یعنی شدید جنگ ہو رہی ہے)۔

اور یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ قرآن کریم کے مشکل مقامات حل کرنے کے لیے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قدیم شعرائے عرب کے کلام سے استدلال کیا کرتے تھے کہ یہ فلاں شاعر نے اس طرح استعمال کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا یہ قول نقل کیاہے، انہوں نے فرمایا:

إذا خفي عليكم شيئ من القرآن فاشبعوه من الشعر.[1]

جب تمہیں قرآن کریم کا کوئی مقام سمجھنے میں دشواری پیش آئے تو ان الفاظ پر غور کرو کہ عرب شعراء نے ان الفاظ کو کیسے استعمال کیا ہے۔

اس لیے انہوں نے کشف ساق (پنڈلی کھولنے) کی جو تاویل کی تو اسی دلیل میں ایک شعر بھی پیش فرمایا۔

---

(1)فتح الباري، كتاب التوحيد، باب: قول الله عزوجل: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾، ج: 13، ص: 428

فتوی نمبر: 17

② حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تاویل:

اس کشف ساق (پنڈلی کھولنا) کی دوسری تاویل بھی سن لیجئے:

وجاء عن أبي موسى الأشعري في تفسيرها عن نور عظيم.[1]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کشف ساق (پنڈلی کھولنا) اس کی تفسیر نورِ عظیم سے کی۔ یعنی قیامت کے دن بہت بڑا نور ظاہر ہو گا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اس تاویل میں دونوں احتمالات ہیں پہلا تو یہ ممکن ہے انہوں نے یہ تاویل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو کیونکہ ایسے اہم اُمور میں محض اپنی عقل سے تاویل کرنا مشکل ہے اور یا پھر علی سبيل التنزل دوسرا احتمال ہے کہ انہوں نے خود تاویل فرمائی ہو تو ان دونوں صورتوں میں صفات باری تعالیٰ کی تاویل کو بدعت کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

③ امام دار الہجرۃ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی تاویل:

حدیثِ نزول کہ تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ کا اس آسمان دنیا پر آنا اہل علم کے درمیان بہت مشہور حدیث ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے آنے سے کیا مراد ہے؟ علامہ شمس الدین

---

(1) فتح الباري، كتاب التوحيد، باب: قول الله عزوجل: ﴿وُجُوهٌ يَوۡمَئِذٖ نَّاضِرَةٌ ۝٢٢ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٞ ۝٢٣﴾، ج: 13، ص: 428

فتوی نمبر: 17

الذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام دارالہجرۃ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ینـــزل ربنا تبارك وتعالى أمره فما هو، فدائم لايزول.[1]

ہمارے پروردگار کے آنے سے مراد یہ ہے کہ اس وقت (تہجد) میں اللہ تعالیٰ کا حکم (قبولیتِ دعا) نازل ہوتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی ذات عالیہ ہمیشہ سے ہے اس کے لیے حرکت نہیں ہے۔

آپ دیکھیے یہاں تہجد کے وقت آنے سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کا آنا مراد لیا ہے۔

یعنی اس وقت یہ خاص حکم نازل ہوتا ہے کہ سائلین کی مانگ کو رد نہ کیا جائے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے آنے کی تاویل فرمائی۔ اگر تاویل بدعت یا اہل بدعت کا شعار ہے تو پھر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر کیا حکم لگ سکے گا؟

۴ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تاویل:

حافظ ابو الفداء ابن کثیر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث مفسر اور مؤرخ شمار کیے گئے ہیں انہوں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

(1) سير أعلام النبلاء، مالك الإمام، ج: 8، ص: 105

فتوی نمبر: 17

إن أحمد بن حنبل تأول قول الله تعالی: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ﴾ أنه جاء ثوابه.[1]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی اس آیت ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ﴾ "اور تیرا پروردگار آئے گا" کی تاویل کی اور فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے آنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس دن (قیامت) میں ثواب دے گا۔

تاویل کرنے والی یہ وہ ہستی ہے جس نے معتزلہ مبتدعین کا مردانہ وار مقابلہ کیا، کوڑے پڑے لیکن انہوں نے حق کا دامن نہ چھوڑا۔ رحمه الله وجزاه الله عن جميع الأمّة أحسن الجزاء. انہوں نے بھی تاویل فرمائی اگر یہ تاویل کرنا بدعت ہے تو کیا ایسا جلیل القدر امام اُمت رحمۃ اللہ علیہ بدعتی تھا؟

⑤ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تاویل:

حدیث میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کا ذکر ہے اس ہنسنے سے کیا مراد ہے؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معنى الضحک فيه الرحمة.[2]

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہنسنے سے مراد اس کی رحمت ہے۔

یہ دیکھ لیجئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ضحک کی تاویل رحمت سے فرمادی۔

(1) البداية والنهاية، سنة: 241هـ، ترجمة الإمام أحمد بن حنبل، ج: 10، ص: 327

(2) كتاب الأسماء والصفات، باب: ما ذكر في الصورة، ص: 892

فتوی نمبر: 17

یہ تو آپ کے سوال کے جواب میں محض پانچ حوالے نقل کر دیئے ہیں وگرنہ اُمت کے اسلاف متقدمین میں کم اور خلف متاخرین میں اکثر اساطین اُمت آپ کو تاویل کرتے ہوئے یا متاولین کی تائید کرتے ہوئے ہی ملیں گے۔ اس لیے تاویل کرنے کو بدعت کہنا خود راہِ راست سے ہٹنا ہے۔ متقدمین کی کتابوں میں اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اگر کوئی قول آپ کو ایسا ملتا ہے کہ صفاتِ باری تعالیٰ میں تاویل کرنا بدعت ہے تو درحقیقت انہوں نے اُن تاویلات کو بدعت کہا ہے جو کہ ان کے مقابلے میں گمراہ فرقے مثلاً معتزلہ، جہمیہ، قدریہ وغیرہ کرتے تھے۔ وگرنہ اگر تاویل کرنا مطلقاً بدعت ہوتا تو پھر یہ حضرات خود صفاتِ باری تعالیٰ میں تاویل کیوں کرتے۔

ثبتنا الله وإياكم على الصراط القوي المستقيم المتين.

www.seerat.net